رجسٹرڈ شعبہ خاص سرکار عالی نمبر (۳۱۷)

حیدرآباد اور ہندوستان اور پاکستان میں
محبت - وحدت - امن کی بنا دینے والا

منادی

جو شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی حیدرآباد سے شائع کرتے ہیں

علم کار ما لم یعلم - جو کچھ نہیں جانتا	۲۲ صفر سنہ ۱۳۶۸ھ ۲۴ بہمن سنہ ۱۳۵۸ ف ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۴۸ء	سالانہ پانچ روپے ایک پرچہ دو آنے

شانتی اوتار

پنڈت جواہرلال کا استقبال

آج حیدرآباد میں ہندوستان کے سب سے بڑے آدمی پنڈت جواہرلال نہرو آنے والے ہیں۔ حیدرآباد کے ہر ہندو مسلمان کا فرض ہے کہ سیاسی اور راج نیتی اختلاف کو دل سے دور کر کے پنڈت جی کا اچھے دل سے استقبال کرے۔ اور ان کی بات کو حیدرآباد کی جنتا خلق خدا کے فائدے کی نیت سے کان لگا کر اور دل لگا کر غور سے سنے اور اس پر عمل کرے۔

حسن نظامی دہلوی

آج کے اخبار میں

منادی کے مقررہ مضامین نہیں ہیں وہ سب چھپنے تک کے منادی میں ہیں۔ جو آج ہی الگ شائع ہوا ہے۔

یہ پرچہ تو ہندوستان کے چاند سورج اور شانتی کے اوتار اور ایشیا کے ڈوبتے جہاز کے کپتان پنڈت

جواہرلال نہرو

کی آمد کی خوشی میں شائع کیا گیا ہے۔

حسن نظامی دہلوی

سندر دل - سندر عمل - سندر خیال

پنڈت سندرلال کا بیان

ابھی حال میں پنڈت سندرلال جی حیدرآباد میں آئے تھے اور اپنی نیک نیتی اور امن پسندی کا سکہ چلایا تھا۔ آج ان کے ایک سال کے پرانے بیان کو شائع کیا جاتا ہے جو انہوں نے ہندو مسلمانوں کو امن کا راستہ بتانے کے لئے شائع کیا تھا۔

حسن نظامی دہلوی

مہاتما گاندھی کی بڑی یادگار

ترلوک سرکار

پنڈت جواہر لال - پنڈت سندر لال - سردار ولبھ بھائی پٹیل

آج ۲۳ دسمبر ۱۹۴۸ء کو ہندوستان کے وزیر اعظم - ہندوستان کو ایشیا کا سورج بنانے والے یورپ اور امریکہ اور روس کو مہاتما گاندھی کے امن عام کا اپدیش سنانے والے پنڈت جواہر لال نہرو حیدرآباد میں آنے والے ہیں۔

وہ کشمیری برہمن ہیں۔ الہ آباد میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے مورث دہلی کے محلے نہر سعادت خاں میں رہتے تھے اس لئے نہرو کہلاتے تھے۔ اور یہ بھی اسی لئے نہرو کہے جاتے ہیں۔ انہوں نے زندگی کا بڑا حصہ ہندوستان کی آزادی کے لئے انگریزوں کے جیل خانوں میں بسر کیا تھا۔ وہ مہاتما گاندھی کی نیکی اور بڑی یادگار ہیں۔ اور ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کے سچے غم خوار ہیں۔ اور ابھی یورپ میں جاکر انہوں نے یورپ اور امریکہ اور روس کے لوگوں کو ہندوستان کی امن اور ہندوستان کی نیک نیتی کا سبق دیا تھا۔

ان کے نائب اور مددگار سردار ولبھ بھائی پٹیل کی پوری زندگی مہاتما گاندھی کے ساتھ گذری ہے۔ اور ان کی ذاتی عقل اتنی بڑی ہے کہ انہوں نے ایک سال کے اندر سب ریاستوں اور سب قوموں کو ایک کرکے دکھا دیا۔ اور ان کی صاف بیانی اور دور اندیشی مہاتما گاندھی کے قدم بہ قدم ہے۔ پنڈت سندر لال جی الہ آبادی مولوی ہیں حافظ قرآن ہیں مگر سچے ہندو ہیں۔ انہوں نے اسلام کو آج کل کے مسلمانوں سے زیادہ سمجھا ہے اور وہ ہندو مذہب کو بھی آج کل کے ہندوؤں سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ہندو دھرم پر چلتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے دین پر چلیں۔ یہ تینوں ترلوک سرکار کے ستون ہیں۔ یہ تینوں ترنگے جھنڈے کے رنگ ہیں۔

ان کی بات سنو۔ ان کی بات مانو کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ

ہمارے فائدے کیلئے ہے

لہٰذا ہر حیدرآبادی ہندو مسلمان کو قومی اور مذہبی اختلاف کے بغیر نہرو جی کا خیر مقدم کرنا چاہیئے اور ثابت کر دینا چاہیئے کہ اس ملک کے باشندے مل جل کر رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ہندوستان وپاکستان کی
خونی داستان
پنڈت سندر لال جی کا آنکھوں دیکھا بیان

حیدر آباد اور ہندوستان وپاکستان کے باشندگان کو امن کی قدر سکھلانے کے لئے شمس العلما خواجہ حسن نظامی دہلوی نے شائع کیا

پنڈت سندر لال جی کون ہیں؟

یوپی الٰہ آباد کے ایک نامور برہمن ہیں۔ عربی فارسی۔ انگریزی۔ ہندی زبانیں خوب جانتے ہیں۔ اہل حیدر آباد بھی ان سے واقف ہیں۔ کیونکہ وہ یہاں آکر امن عام کے کام کر چکے ہیں۔ میری پنڈت جی سے بہت قدیمی دوستی ہے اور میں جانتا ہوں انہوں نے دہلی میں ہندو مسلم اتحاد کا بہت کام کیا تھا۔ اگرچہ وہ برہمن ہیں اور پکے ہندو ہیں لیکن ان کو اسلامی تعلیم کا بہت اچھا علم ہے۔ اور قرآن شریف کو اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اور ان کے دل میں قرآن مجید کی بڑی عزت ہے۔

ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ سچی بات بڑی جرأت اور بے باکی سے کہہ دیتے ہیں [illegible]

حکومت قائم تھی اور سر سلطان احمد [illegible] کونسل کے ممبر تھے تو پنڈت سندر لال جی نے نہایت دلیری اور آزادی سے جلسے میں سر سلطان احمد صاحب اور انگریز حکومت کے خلاف نکتہ چینی کی تھی۔

وہ اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اس جوش کے ساتھ کرتے ہیں کہ بعض مقامات پر ہندو ان سے بگڑ جاتے ہیں۔

الٰہ آباد سے اُردو اور ہندی زبانوں میں ان کا ایک بہت اچھا اخبار نیا ہند بھی شائع ہوتا ہے اور اس کے مضامین بھی ان کی بے لاگ [illegible] دوستی کا پتہ دیتے ہیں۔

[illegible] کے اخبار مدینہ بجنور میں ان کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے ہندوستان کی خونی داستان کے چشم دید حالات لکھے ہیں۔ اُن کا انداز بیان [illegible] ہے۔ اور [illegible]

رکھا ہے۔ اور اس میں ایسے سچے واقعات بھی لکھے ہیں جن کے پڑھنے سے ہندو مسلمانوں کے اشتعال میں کمی ہو سکنے کی امید ہے۔ اس لئے میں اپنے دوست اور رفیق کار کا یہ بیان شائع کرکے خلق خدا کے لئے مفید خیال کرتا ہوں۔

دہلی کے مسلمانوں کے ہتھیار

اس مضمون میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کی تشریح مجھے ضروری معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً انہوں نے ایک جگہ دہلی کے مسلمانوں کی نسبت لکھا ہے کہ ان کو انگریزوں نے ہتھیار تقسیم کئے تھے۔ مگر حقیقت یہ نہیں ہے۔ دہلی کے مسلمانوں کو نہ انگریزوں نے ہتھیار تقسیم کئے نہ مسلمان ریاستوں نے [illegible] اور اس کی نسبت [illegible] بالکل غلط تھا اور ایک خاص جماعت [illegible]

مجھے یقین ہے کہ دہلی کے قدیم باشندوں یعنی
ہندو مسلمانوں کے پاس بے لائسنس کا کوئی ناجائز
ہتھیار نہیں تھا۔ اور باہر سے آئے ہوئے
ہندو اور سکھ پناہ گزیں ہتھیار لائے تھے
یا ان کو وہاں کی ایک خاص جماعت نے ہتھیار
تقسیم کئے تھے۔ جو اس کام کے لئے بنائی گئی
تھی یہ جماعتیں تھیں ایک ہندو مہا سبھا
کی سیوا سنگ اور دوسری اکالی جماعت۔
بے شک سبزی منڈی۔ اور پہاڑ گنج۔ اور
قرول باغ۔ اور ترکمان دروازے کے مسلمان
اور مہرولی کے مسلمان میو اور شاہدرہ کے [illegible]
سے لڑے تھے۔ اور مذکورہ مقامات کے مسلمانوں
کے پاس آتشیں ہتھیار پائے گئے تھے۔ مگر
ان ہتھیاروں میں بھی زیادہ لائسنس کے تھے
اور کچھ ناجائز ہتھیار بھی تھے جو میوات اور
دہلی کے اطراف کے دیہات کے مسلمان ساتھ
لائے تھے۔ اور وہ سب دیسی ساخت کے تھے
امریکن اور انگریزی ساخت کا کوئی ہتھیار
کسی مسلمان کے پاس نہیں پایا گیا تھا۔ یعنی
خون ریزی کے بعد جب سب مسلمان مذکورہ
مقامات سے نکال دئے گئے اور وہ کیمپ میں گئے
قلعے اور مقبرہ ہمایوں کے پناہ گزینوں میں گئے
اس وقت میں ان کے گھروں کی تلاشیاں ہوئیں
تو سب مقامات سے دیسی ساخت کے ہتھیار
نکلے یا لائسنس کے ہتھیار برآمد ہوئے لیکن
انگریزی یا امریکن ساخت کا کوئی ناجائز ہتھیار برآمد
نہیں ہوا۔
البتہ سکھوں اور ہندوؤں کے پاس بم اور اسٹین گن
[illegible] امریکن اور انگریزی ساخت
کے تھیں۔ جن کو میں نے بعض مقامات پر
اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔

اخبار والوں کی غلط بیانیاں

مجھے پنڈت سندر لال جی کے ساتھ دہلی
کے اخبار والوں کی بعض غلط بیانیوں [illegible]
ہوا۔ معلوم ہوا ہے جن میں شائع کیا
گیا تھا کہ خواجہ حسن نظامی کے پاس حیدرآباد
اور بہاولپور اور بھوپال سے بہت ہتھیار آئے
ہیں اور ان غلط بیانیوں کی بنیاد پر [illegible]
پولیس گھر کی اور میری درگاہ کی اور میری بستی
کی فوجی سکھوں اور ہندوؤں نے تلاشی لی تھی
اس تلاشی میں جو برتاؤ میرے ساتھ ہوا وہ
پسندیدہ نہیں تھا۔ بلکہ بہت سختی کا تھا۔
میرے گھر کے اندر اور راستوں پر اور چھتوں
پر تمام بکثرت بندوقچی کھڑے کئے گئے تھے۔
اور خود میرے سامنے دو بندوق والے
نشانہ تان کر کھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ میرے
گھر کے اندر سکھ فوج تھی نہ زیادہ آدمی تھے
صرف چند عورتیں تین یا چار بچے تھے یا چار
پانچ مہمان اور نوکر تھے۔ مکان میں کوئی
ہتھیار نہ تھا پھر یہ اتنے زیادہ فوجی
اندر آئے تھے اس کا مقصد محض مرعوب
کرنا اور تنگ کرنا تھا۔
ان فوجیوں نے میرے گھر کا اسباب نکال
نکال پھینک دیا۔ لاکھوں روپے کی نایاب
قلمی کتابیں بے ترتیبی و بے تمیزی سے منتشر
کر دیں۔ اور درگاہ کے اندر مجاوروں درویشوں
کے حجروں کی اور مزارات کی تلاشی بھی لی۔
اور سب سے بڑی تکلیف یہ دی کہ میرے
گھر کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مسلمان تھے۔ جو میرے ساتھ اس درگاہ میں
ٹھہرے ہوئے تھے۔ مگر ان سے لائسنس
کے ہتھیاروں کے سوا کوئی ناجائز ہتھیار
کسی کے پاس سے برآمد نہیں ہوا۔ مگر بعض
دوسرے دن کے اخباروں نے چھاپا تھا کہ
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی بستی
[illegible] سے ہتھیار برآمد ہوئے حالانکہ
یہ بالکل جھوٹ تھا اور سوائے لائسنس کے
ہتھیاروں کے کوئی ناجائز ہتھیار برآمد نہیں ہوا
میں پورے یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا
ہوں کہ دہلی کے مسلمانوں پر یہ الزام بہتان
سے زیادہ بہتان ہے کہ مسلمانوں کے پاس
ناجائز ہتھیار تھے۔

گاندھی جی اور نہرو جی

میں بغیر کسی خوشامد یا زمانہ سازی کے مہاتما
گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو اور
مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر رفیع احمد قدوائی
اور مسٹر خورشید احمد خاں چیف کمشنر کا شکر گزار
ہوں جنہوں نے اپنے اختیار و اعزاز کو امن
قائم رکھنے میں استعمال کیا۔ اور مخصوص طور سے
مہاتما گاندھی کا شکر گزار ہوں جو [illegible]
ہندوؤں اور سکھوں کو تیز الفاظ میں نصیحت
کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں اور عیسائیوں
کی حفاظت کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔

سردار ولبھ بھائی پٹیل

[illegible]

سردار ... کو تار دیا کہ شام کو ... سردار صاحب کے مکان پر گیا اور اپنی درگاہ کی حفاظت کے لئے کہا تو انہوں نے بہت اچھا برتاؤ بھی کیا اور دو گھنٹے کے اندر فوج کے ... اور ہوائی جہاز درگاہ اور بستی کی حفاظت کے لئے بھیج دئے۔ اور اس کے بعد ہر طرح کی مدد مجھ کو اور میری درگاہ والوں کو دیتے رہے۔ اور ان کی بھیجی ہوئی فوج بستی ... وہاں میری درگاہ اور بستی کی حفاظت کی۔

اور جب ۱۴ اکتوبر کو بیمار ہو جانے کے سبب میں حیدرآباد چلا آیا۔ اور یہاں آکر مجھ کو درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب اور درگاہ حضرت چراغ دہلی صاحب کی نسبت بری خبریں ملیں تو ۲۰ اکتوبر کو میں نے پھر سردار صاحب کو خط لکھا جس کا جواب حیدرآباد میں ۲۸ اکتوبر کو ملا جس میں بہت اچھے وعدے تھے۔ اور مجھے میرے دہلی کے دفتر نے اطلاع دی کہ یہ وعدے پورے کئے گئے۔ اس کے بعد میں نے ان کو ۷ نومبر میں دوسرا خط لکھا جس کو پڑھ کر سردار صاحب ۱۰ نومبر کو خود میرے مکان پر اور میری درگاہ میں گئے اور پولیس کے ... مسلمان سپاہی حفاظت کے لئے مقرر کر گئے۔ پھر میں نے اجمیر شریف کی نسبت تیسرا خط لکھا اور اس کے بعد ... گستان کی طرف سے ان کو لکھا گیا۔

تو انہوں نے ۱۹ نومبر کو بہت اچھا بیان دیا جو اخباروں میں شائع ہوا اور معلوم ہوا کہ اجمیر شریف کی درگاہ کی حفاظت کے لئے فوج مقرر ہو گئی ہے۔ جو درگاہ کے چاروں طرف متعین ہے اور حفاظت کر رہی ہے۔

مہاتما گاندھی کا خط

جب میں دہلی میں تھا تو میں نے ایک خط مہاتما گاندھی کو بھیجا تھا جس میں درگاہ کی حفاظت کی درخواست تھی۔ اس کا بھی بہت اچھا تحریری جواب گاندھی جی نے میرے پاس بھیجا تھا۔

اور پنڈت جواہر لال نہرو کی طرف سے بھی ایک ہندو اور ایک مسلمان میری مدد کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور حافظ سید ... حسن صاحب بقائی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب ناظم جمعیت علما بھی میری اور درگاہ کی حفاظت کا انتظام دیکھنے آئے تھے۔

اور میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا اسلامی تعلیم کی بموجب ضروری خیال کرتا ہوں۔

میں پنڈت سندر لال جی سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے یہ بیان خود دورہ کر کے قلم بند کیا ہے دونوں فرقوں بلکہ تینوں فرقوں کی مصیبتوں کے واقعات بھی قلم بند کر دیں کیونکہ ان واقعات کی اشاعت سے حقیقی اثر پیدا ہوگا اور جو لوگ امن کے مخالف ہیں یا امن کی کوشش کر رہے ہیں ان کو یہ واقعات پڑھ کر عبرت ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچ جائیں گے۔

مخلص حسن نظامی دہلوی ۲۰ دسمبر ۱۹۴۷ء

پنڈت سندر لال جی کا بیان

تمہید: پنجاب کے فرقہ وارانہ فسادات و مظالم کے حالات جن کی بدولت لاکھوں انسان ... آباد ... [illegible]

تمام ملک میں پھیل چکے ہیں۔ فریقین کے اخبارات ان کو بڑے پیمانے پر شائع کر رہے ہیں۔ ان قصوں کے فطری اثرات اچھے اور برے ملک پر پڑ چکے ہیں۔ لیکن زیادہ اثرات خراب ہی پڑے ہیں۔ بعض اوقات یہ قصے نہایت مبالغہ کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ بالعموم یہ قصے یک طرفہ پہلو لئے ہوئے ہیں۔ تاہم یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو کچھ قصے بیان کئے گئے ہیں۔ اصل واقعات ان سے بھی زیادہ تاریک ہیں۔ تمام معاملہ اس درجہ غیر معمولی ہے کہ فی الواقع کوئی شخص بھی آنکھ سے دیکھے بغیر ان چیزوں کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

نقصانات کا تخمینہ

گزشتہ اکتوبر میں مشرقی اور مغربی پنجاب میں میں نے دو ہزار میل سے زیادہ کا سفر کیا۔ میں علاوہ صوبہ سرحد، کشمیر اور بہت سی ریاستوں کی سرحد تک گیا۔ کچھ سفر ریل سے کچھ ہوائی جہاز سے کچھ موٹر سے اور کچھ فوجی گاڑیوں سے کیا۔ مجھے ... میں اور ... ہزار قافلوں میں سے گزرنے کا اتفاق ہوا۔ کچھ ان میں مسلمانوں کے قافلے تھے جو جانب مغرب جا رہے تھے۔ اور دوسرے ہندو اور سکھوں کے تھے جو مشرق کی جانب جا رہے تھے۔ ان پناہ گزینوں میں سے میں نے بہت سے لوگوں سے بات چیت کی۔ میں نے پناہ گزینوں کے کیمپوں میں قیام کر کے بھی دیکھا۔ مجھے ان لوگوں کو جمع کرنے اور ان سے تبادلہ خیالات کرنے کا بھی اتفاق ہوا۔ ابھی ... نقصانات ... [illegible] ... تصویر کا بیان ... کتابیں بھری جا سکتی ہیں۔ یہاں ... صرف یہ ... [illegible]

دوسری ذرخیز میں اجڑ رہے ہیں۔ مشرقی اور مغربی پنجاب اور سندھ اور پاکستان کے رہنماؤں سے گفتگو کرنے کے بعد میرا یہ اندازہ ہے کہ ہر دو جانب مقتولوں کی تعداد پانچ لاکھ ہوگی۔ مال و متاع کا نقصان چار ارب روپوں کا ہوگا۔ اغوا شدہ عورتوں کی تعداد ۲۵ ہزار کے قریب ہوگی اور جن لوگوں کو زبردستی تبدیلیِ مذہب پر مجبور کیا گیا اُن کی تعداد اس سے کچھ زیادہ ہوگی۔

اقتصادی تباہی اور نقصانات عظیم کا اندازہ کرنے کے لئے میں لاہور کے پرانے شہر میں گیا۔ جس کے چاروں طرف فصیل ہے اور جو کچھ دن پہلے نہایت خوشحال خطہ تھا۔ اور وہاں کی آبادی بہت گھنی تھی۔ اس خطہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی قریب قریب متوازی تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت تعداد ایک فی صدی کے ہوگی۔ شہر کا کاروبار زیادہ تر ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا کہ کم از کم دو تہائی لاہور محض کھنڈر ہے۔ جب میں لاہور کے اس تباہ شدہ علاقہ سے گذرا تو میری آنکھوں کے سامنے مظفرپور اور مونگیر کا وہ منظر آگیا جو ۱۹۳۴ء کے زلزلے کے بعد ہوا تھا۔ لاہور میں ہندوؤں نے مسلمانوں اور مسلمانوں نے ہندوؤں کے مکانوں کو آگ لگائی اور گرایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پنجاب کا صدیوں کا دارالخلافہ تباہ و برباد ہے۔

میں امرتسر کی گلیوں اور بازاروں میں بھی گھوما۔ امرتسر کی حالت لاہور سے بھی زیادہ خراب ہے۔ لاہور میں تو ان ہندوؤں کے علاوہ جو پناہ گزینوں کے کیمپ میں تھے۔ چند سو ہندو اپنے مکانوں میں بھی دکھائی دیتے تھے اگرچہ وہ زیادہ تر مال کی شکل

قیدی کے تھے اور ان کے لئے گلیوں میں نکلنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ کسی کسی ہندو کی دکان بھی کھلی دکھائی دیتی تھی۔ اور کچھ مغربی پنجاب کے حکام کھلوا رہے تھے۔ لیکن امرتسر میں تو کوئی مسلمان نام کو بھی نہ تھا۔ باستثنا مغربی پنجاب کے افسر کے جو وہاں تعینات تھا۔ اور اس کے چند ملازم جو قریب قریب اپنے مکان کے احاطہ میں مثل قیدی کے تھے۔ امرتسر میونسپلٹی کے ایک بڑے افسر نے مجھے بتلایا کہ چنگی کی آمدنی قریب سالانہ چار لاکھ کے ہوتی تھی اور امسال کل آمدنی کا تخمینہ پچیس ہزار کا ہے۔ امرتسر کو قریب قریب تمام کاروباری لوگ ہی چھوڑ چکے ہیں اور جو ہیں وہ چھوڑ رہے ہیں اور دہلی اور بمبئی جاکر آباد ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ امرتسر کو کچھ تو اس وجہ سے غیر محفوظ سمجھتے ہیں کہ وہ سرحد ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ بدقسمتی سے ہندوؤں اور سکھوں میں بھی کشمکش بڑھ رہی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ایک نسل کے زمانے تک تو لاہور اور امرتسر کا پہلی خوشحالی تک پہنچنا مشکل ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ لاہور تو پھر کاروباری اور تعلیمی مرکز بن جائے گا۔ لیکن اگر صورت حال بالکل نہ بدلی تو امرتسر تو ہمیشہ کے لئے ایک سرحدی سکھوں کی چھاؤنی بن کر رہ جائے گا۔ مغربی اور مشرقی پنجاب کے بہت سے دیگر مقامات اور مواضعات کی کم و بیش یہی حالت ہے جہاں دیکھو گاؤں کے گاؤں غیر آباد پڑے ہیں۔ مکانات جلے پڑے ہیں۔ مویشیوں کے گلے جنگلوں میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ کوئی دیکھنے والا نہیں۔ فصلیں تیار کھڑی ہیں اور کوئی کاٹنے والا نہیں۔ تمام کاروبار بند ہو گیا

تجارت قریب قریب تباہ ہو چکی ہے کیونکہ تجارت کا ایک شعبہ ایک قوم کے ہاتھ میں تھا تو دوسرا شعبہ دوسرے کے ہاتھ میں۔ زندگی اس طرح پر گتھی ہوئی تھی کہ ایک کی تباہی کے بعد دوسرے کا تباہی سے بچنا مشکل تھا۔ لاہور کے بازار میں مسلمان صندوں نے مجھ سے کہا کہ ان کے بچے بھوکے مر رہے ہیں اس لئے کہ ہندو بزاز اور سندھ۔ خریدار دونوں ختم ہو چکے۔

پناہ گزینوں کے قافلے

جو لوگ ابھی تک لمبی لمبی قطاروں میں قافلوں کی شکل میں سفر کر رہے ہیں اُن کے مصائب کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ منتقلِ آبادی اور انخلاء کے کاروبار کی بعینہ یہی صورت ہے کہ بڑے بڑے درختوں کو اس زمین سے جہاں انہوں نے پرورش پائی ہے جڑ سے اکھاڑ کر سینکڑوں میل کے فاصلے پر لے جا کر دوبارہ لگایا جائے اور وہ بھی نہایت بھدے قسم کے طریقے سے۔ یہ ہی نہیں کہ اس سفر میں بہت سے درخت مر جائیں گے بلکہ وہ بھی جو اپنی جائے مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ اُن میں سے بھی بہت سے نئی آب و ہوا میں زندہ نہ رہ سکیں گے۔ پھر یہ ہی نہیں کہ جو درخت اکھاڑے جاتے ہیں وہ ہی خراب ہوتے ہیں بلکہ جو درخت باقی رہ جاتے ہیں اُن کی جڑیں بھی ہل جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر دو جانب مکمل تباہی اور بربادی ہی نظر آئے گی آج کل مشرقی اور مغربی پنجاب کی یہی کیفیت ہے۔ امرتسر اور لاہور کے درمیان ہزاروں ہی کے ڈھیر سڑک کے ہر دو جانب دیکھنے میں آتے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ ان پناہ گزینوں کی کی قبریں ہیں جو سفر میں انتقال کر گئے۔ غالباً یہ ان کے ڈھیر کسی ایک شخص کے جنہیں نہ تھے

... میں کثیر تعداد اور بعض کی ... تھی۔ ایک ہیبت ناک انسانی قافلہ جو مغرب کی جانب سے دس بارہ موٹر شیلوں میں آ رہا تھا جب وہ پہنچا تو ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان موٹروں میں جن میں ان گنت آدمی بھرے ہوئے تھے۔ پانچ عورتوں کے راستے میں بچے پیدا ہوئے ان میں چار ماؤں نے تو اپنے چھوٹے بچوں کو کسی طرح بچا لیا۔ لیکن پانچویں کے متعلق یہ بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ راستے میں گر گیا یا شیلہ ہی میں کچل گیا خوش قسمتی سے گنگا رام ہسپتال لاہور میں ابھی تھوڑا بہت مختصر پیمانہ پر کام کر رہا ہے۔ یہ مائیں اور ان کے بچے فوراً اسپتال بھیج دیئے گئے۔

جبکہ ہم لوگ امرتسر اور جالندھر کے درمیان دریائے بیاس کے بائیں کنارے موٹر سے سفر کر رہے تھے تو ہم کو راستے میں ایک بڑا قطعہ اراضی کا ایسا ملا کہ جس پر بستر ے ٹرنک اور دیگر قسم کا سامان بہ کثرت بکھرا ہوا پڑا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ تقریباً چالیس ہزار آدمیوں کا ایک قافلہ مشرق کی جانب سے آ رہا تھا اور اس نے اس جگہ پر قیام کیا۔ ان بدنصیبوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس رقبہ میں بیاس اور ایک چھوٹی ندی کا پانی آ جاتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ طوفان کے پانی نے ہر فرد بشر کو ختم کر دیا۔

انتقال آبادی کا فیصلہ ایک بھیانک گناہ ہے

انتقال آبادی کی کارروائی انسانیت کے ساتھ ایک گناہ عظیم ہے۔ شاید اس سے زیادہ تاریخ انسانی میں ... نہ ہوگا۔ [illegible]

... چوٹی کے سیاسی لیڈر جن میں سب پارٹیوں کے لیڈر شامل ہونے چاہئیں۔ نیز غیر جانبدار قوم کے سیاسی لیڈروں پر اس جرم کا مقدمہ انہیں پناہ گزینوں کے سید ہے اور غیر جانبدار نمائندوں کی عدالت میں چلایا جانا چاہئے جن پر ان مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹا ہے۔ اب ذرا سوچئے

فسادات کی ابتدا

کہ جرائم کا یہ سلسلہ کیسے شروع ہوا۔ ہر غیر جانب دار شخص تسلیم کرے گا کہ موجودہ مصائب کی ابتدا مسلم لیگ کے ڈائرکٹ ایکشن کے دن یعنی ١٦ اگست ١٩٤٦ء سے شروع ہوئی۔ معاملات میں الجھن ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ واقعات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہر شخص کو اپنے گناہ کا اقبال کرنا چاہئے۔ عام خیال یہ ہے کہ کلکتے میں جانی نقصان مسلمانوں کا زیادہ ہوا اور غالباً مالی نقصان ہندوؤں کا زیادہ ہوا مسلمانوں کو محسوس ہوا کہ ... کھا گئے اور شروع اکتوبر میں نواکھالی کے واقعات شروع ہو گئے۔ نواکھالی کے واقعات کو ہندو پریس نے نہایت مبالغے کے ساتھ اشاعت دی۔

ان واقعات کا نقشہ ہندوؤں پر بہت اثر ہوا نتیجہ میں بہار کے واقعات اور گڑھ مکتیسر کے واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

خضر حیات کی وزارت اور اس کا استعفیٰ

لیکن ان سب چیزوں کے باوجود پنجاب نسبتاً ... یونینسٹ گورنمنٹ ... اس کے ... خواہ ... [illegible]

صوبہ کو کسی قدر ان فسادات سے بچائے رکھا۔ شروع مارچ ١٩٤٧ء میں خضر حیات کو وزارت سے مستعفی ہونا پڑا۔ ... سلطنت کے لوگوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں پنجاب کی پارٹی پالیٹکس سے بہت مدد ملی۔ خضر حیات کے استعفے سے اگلے ہی دن ماسٹر تارا سنگھ نے وہ مشہور تقریر لاہور میں کی جس میں انہوں نے عہد کیا کہ مسلم لیگ کو وزارت نہ بنانے دیں گے۔ اسی دن لاہور میں ہندو طالب علموں نے ایک بڑا جلوس نکالا جس میں لیگ کے اور پاکستان کے خلاف نعرے بلند کئے گئے ٤ مارچ کی شام کو لاہور میں کچھ فساد ہوا اور چند مسلمان مقتول ہوئے یہ جھگڑا تین چار دن تک چلتا رہا۔ اس کے بعد ایسا ہی فساد امرتسر میں ہوا۔ اس کے بعد راولپنڈی میانوالی۔ ملتان وغیرہ ... اور ... کے دوسرے اضلاع میں سخت فسادات ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد کے کچھ مسلم رضاکار بہار گئے تھے اور وہاں سے کچھ مسلم مقتولین کی ہڈیاں لائے تھے جن کے جلوس انہوں نے صوبہ سرحد کے قصبوں اور دیہاتوں میں نکالے اگرچہ راولپنڈی اور صوبہ سرحد کے اضلاع میں سخت فسادات ہوئے۔ تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ لاہور میں نسبتاً سکون رہا۔ وہاں پر نہ جہلم اور نہ راولپنڈی کا کچھ زیادہ اثر پڑا۔ نصف مئی کے قریب تقسیم پنجاب کے مباحث نے انتہائی زور پکڑا۔ اور امرتسر اور لاہور کے حالات دگرگوں ہو گئے۔ وجہ یہ تھی کہ ان دونوں شہروں میں ہر فرقہ ان شہروں کے حصول کا خواہشمند تھا ... [illegible] ... فرقہ کا ... مشکل ہے ... کہا جاتا ہے کہ

ابتدائی ہفتوں میں جب [illegible] زیادہ پریشان ہوئے تو انہوں نے لاہور میں اپنے ہم مذہبوں کے پاس چوڑیاں اور مہندی بھیجی اس کے معنی صاف تھے۔ فسادات بڑھتے گئے۔ تیسری جون کے اعلان نے آگ میں ایندھن کا اضافہ کر دیا۔ لاہور میں فسادات ۲۱ جون کو درجہ انتہائی پر پہنچ گئے۔ جبکہ شاہ عالمی دروازے کے اندر کا محلہ تمام عمارات سپرد آتش ہو گئیں اور مقامی حکام کھلم کھلا فرقہ وارانہ فسادات میں حصہ لینے لگے۔ لاہور اور امرتسر میں فسادات قریب قریب بیک وقت ہوئے۔ ۲۱ جون کو شاہ عالمی دروازہ کی آگ کے بعد سے ہندو لاہور سے بھاگنے شروع ہو گئے۔ لیکن عام انتقال ۵ اگست کے بعد سے شروع ہوا۔ ۱۷ اگست کے باؤنڈری کمیشن کے فیصلہ کے بعد سے لاہور تیزی کے ساتھ مسلمانوں کا اور امرتسر سکھوں اور ہندوؤں کا شہر بننا شروع ہو گئے۔ ہر دو شہروں میں اقلیت حد درجہ خوف زدہ ہو گئی۔

جرائم کی نوعیت

خون کھولا دینے والے مظالم کی داستانیں جن کے مرتکب ہر فرقہ کے افراد دوسرے فرقے کے افراد پر ہوئے ہزارہا سننے میں آئی ہیں۔ ان کے دہرانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہم صرف [illegible] سب کا ایک نتیجہ بالکل صریح ہے۔ کوئی جرم ایسا نہ تھا جس کا مسلمان مرتکب نہ ہوا ہو۔ کوئی جرم ایسا نہ ہوگا جس کا مرتکب ہندو نہ ہوا ہو۔ کوئی جرم ایسا نہ ہوگا جس کا سکھ مرتکب نہ ہوا ہو۔ جب کبھی [illegible] کسی ایک فریق [illegible] دوسرے [illegible]

کے باوجود جب دوسرے فریق کے افراد نے اپنے علاقے میں یہ طریقہ لینا شروع کیا اور چکر نہایت تندی سے چلنا شروع ہوا اگر یہ ظاہر ہوتا کہ نفرت انسانی کس حد تک گر سکتی ہے اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ اصل نفرت انسانی پر ظاہری مذہب کے لیبل (Label) سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

تصویر کا دوسرا رخ

لیکن اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جب ہم لاہور کی گلیوں میں سے گذر رہے تھے تو قریب قریب ہر گلی میں بیسیوں آدمی ہمارے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے۔ بظاہر وہ سب مسلمان ہوتے تھے۔ ان میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے ہر طبقے کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ وہ ہم سے دل کھول کر لاہور میں جو کچھ ہوا۔ اس کے متعلق بات چیت کرتے تھے۔ کچھ دن پہلے ہم سے لاہور یونیورسٹی کے ایک نیک نہاد پروفیسر نے کہا تھا کہ شہر کے قریب چالیس فی صدی اشخاص واقعات گذشتہ پر متاسف ہیں اور وہ ایک دفعہ پھر اپنے ہندو بھائیوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم نے جو شہر کا چکر لگایا تو ہمیں اندازہ ہوا کہ اس قسم کے خیال کے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ تھی۔ یہی حالت ہم کو شرقی اور غربی پنجاب کے دوسرے حصوں میں بھی معلوم ہوئی۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے کہ پاکستان میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اور ہندوستان میں ہندوؤں اور سکھوں کی ایک کثیر تعداد اس فرقہ وارانہ جھگڑے کو پسند نہیں کرتی ہے اور دوسرے فرقے کے اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ امن کی زندگی [illegible]

[illegible] جن لوگوں نے اس قتل و غارت اور آتش زنی میں حصہ لیا ہے۔ کسی طرح پنجاب کی آبادی کے ایک فی صدی سے زیادہ نہیں ہوں گے یعنی ایک لاکھ میں ایک ہزار سے زیادہ نہیں۔ لیکن یہ تعداد تمام لوگوں کے امن کو ختم کرنے اور چند آبادی کو لاشوں اور کشتوں میں منتقل کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔ یہی حالت مواضعات کی تھی لاہور شہر میں خونریزی کے واقعات کرنے والوں کی تعداد بہت اندازے میں زیادہ سے زیادہ سو اور دو سو کے درمیان ہو گی۔ یہی بات امرتسر کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بیس فی صدی آبادی کے وہ لوگ بھی تھے جو دوسرے فرقے کے اپنے فرقے کے افراد پر مظالم کی داستانیں سنتے سنتے اپنے فرقے کے مجرموں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ لیکن جیسا کہ ایسے مواقع پر عام طور پر ہوتا ہے زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو منظم تھے اور نہ ان جرائم میں حصہ لیتے تھے۔ اور نہ بچاؤ کرتے تھے۔

بہادری کے کارنامے

ایک دوسری اہم بات یہ ہے کہ جب یہ چند ہزار اشخاص ان مجرمانہ افعال میں مصروف تھے تو اس وقت بھی شرقی اور غربی پنجاب میں قریب قریب ہر مقام پر چند اشخاص ساتھ ہی ساتھ بھلائی اور بہادری کے کارنامے بھی کر رہے تھے۔

ایسے واقعات کہ مسلمانوں نے ہندو اور سکھ بھائیوں اور بہنوں کی جان اور آبرو کی [illegible]

بچایا تو بہت سی گزر گاہیں نہیں بلکہ ہزاروں کی
تعداد میں مشکلات آئے جا سکتے ہیں۔ یہ قصبہ
ہم نے خود ان علاقوں کی کانوں سے سنے ہیں جو
خود اس طرح پہنچے تھے۔ شاہ پور چکوال میں
بہت سے پناہ گزین آئیں اپنے گھر اور سامان
سے ہمارے گرد جمع ہو گئے۔ ان سے جو سنے
اصول کیا گیا اس کے سر اختصار سے یہی جو کچھ ہوا
اس کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ ہیں سے
اس کی تفصیل کی۔ خلاصہ جو ایک کے بیان
لایا تھا۔ کچھ آدمی قتل کئے گئے۔ کچھ
مکانات جلائے گئے۔ سامان لوٹا گیا۔ کچھ
عورتیں بھگائی گئیں اور باقی ماندہ اقلیت
کے افراد گاؤں سے بھاگ گئے۔ لیکن قریب
قریب ہر گاؤں کے لوگوں سے یہی سننے میں
آیا کہ وہاں کے کسی نہ کسی نیک دل مسلمان
نے اپنے ہندو یا سکھ ہمسایہ کی جان، مال،
عزت اور آبرو کو خود مسلمان عوام کا مقابلہ
کر کے ان کی دست برد سے بچایا۔ یہ قصے جبر
سوالات یا جرح کا نتیجہ نہ تھے بلکہ لوگوں نے
خود بخود بیان کئے۔ اسی قسم کے نیکی کے کاموں
کی داستانیں مسلم پناہ گزینوں نے ہندوؤں
اور سکھوں کے بیچ میں مغربی پنجاب میں
ہم سے بیان کیں۔

اغوا شدہ عورتوں کا مسئلہ

ایک نہایت شریف دل دوست ڈاکٹر [illegible]
رائے ہندو بھائی [illegible] اور [illegible] شہر
گوجرانوالہ کے مضافات میں مسلمانوں کے گھروں
سے نکالنے کا کام کر رہے تھے۔ [illegible] نے
انہیں بتایا [illegible]
[illegible]
[illegible]

ایک دو بدقسمت عورتیں [illegible]
گھر میں مقید ہیں۔ یہ اطلاع محض انسانی
ہمدردی کی بنا پر لوگ ان کو دیتے تھے۔ بعض
دفعہ تو اطلاع دینے والے کثیر مسافت طے
کر کے اطلاع دینے آتے تھے اور یہ بھی ہوا
کہ وہ بدقسمت عورتوں کے مصائب
خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ان سے متاثر
ہوتے تھے اور ان کا پیچھا چھڑانے کا ان کو
فکر ہوتا تھا۔ یہی نہیں بلکہ عورت اپنے مقامات
سے زیادہ تر کسی مسلم مرد یا عورت ہی کی امداد
سے نکالی جاتی تھیں۔ بھگائی ہوئی عورتوں کو
گھروں سے نکالتے ہیں ہم کو ایسی عورتیں بھی
ملیں جو اس نئے مسلم گھرانے کو چھوڑنے کو
تیار نہ تھیں۔ اس قسم کی دو عورتیں لاہور میں
گنگا رام کے کیمپ میں لائی گئیں۔ لیکن انہوں
نے واپس جانے پر اصرار کیا۔ جب ان سے
دریافت کیا گیا کہ وہ ایسا کیوں کرنا چاہتی
ہیں تو انہوں نے بتلایا کہ ان کو اندیشہ ہے
کہ ان کے سابق عزیز و اقارب ان کو واپس نہ
لیں گے اور اگر وہ واپس [illegible]
ہو گئے تو شاید ان کو قتل کر دیں گے۔ [illegible]
کی بھی ایک لڑکی نے ہمارے بہت سے ہندو
دوستوں کی آنکھیں کھول دیں۔

ڈاکٹر [illegible] سے فرقہ وارانہ
جذبات سے بالاتر ہیں۔ جب ان کو ایک افسر
[illegible] فہرست اغوا شدہ مسلم عورتوں
کی دی۔ جن کو ہندو اور سکھ [illegible]
میں بھگا لے گئے تھے تو [illegible]
[illegible]
[illegible]

وقت ان کی زبان سے نکلے تھے۔ وہ کہتے
تھے کہ ہندو عورتوں کو مسلمانوں کے بھگا لے جانے
کے واقعات سن کر مجھے سخت تکلیف ہوتی
ہے لیکن مسلم عورتوں کے ہندوؤں اور سکھوں
کے بھگا لے جانے کے واقعات سن کر مجھے سخت
تکلیف کے علاوہ [illegible] کی شرم بھی محسوس
ہوتی ہے۔ مجھے ایسے بہت سے مخلص اور
بہادر مرد ملے اور بعض عورتوں سے ملنے
کا اتفاق ہوا جو یہی سب میں نہایت عمدہ کام
کر رہے ہیں۔

برطانیہ کا فسادات میں حصہ

اس بحث کا ایک اور پہلو بھی قابل توجہ ہے۔ ان فسادات میں
برطانیہ کا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہے میرا یقین
ہے کہ کسی غیر جانب دار عدالت کے سامنے
یہ ثابت کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی کہ اسلحہ
اور گولی بارود کا زیادہ تر ذخیرہ جو دہلی میں
مسلمانوں نے استعمال کیا جو مشرقی پنجاب
میں اور ریاستوں میں ہندوؤں اور سکھوں
نے استعمال کیا یا جو مغربی پنجاب اور سرحد
میں مسلمانوں نے استعمال کیا یا جو ذخیرہ ان
اغراض میں استعمال کیا جانے والا تھا۔ وہ
ذمہ دار برطانوی افسران کی معرفت آیا۔
لائل پور کے مسلم ڈپٹی کمشنر نے وہاں کے
ہندو [illegible] پولیس سپرنٹنڈنٹ کو کہا کہ اگر
اس ضلع سے [illegible] نہ ہٹا دیا جائے تو
[illegible] ایک ہندو یا سکھ بھی زندہ نہ [illegible]
[illegible] ہندو سکھ اور مسلمانوں کی ترتیب
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جب ہندو اکثریت کے ضلعوں میں مسلم اقلیت نے
اپنے آپ کو غیر محفوظ پایا اور دیکھا کہ پولیس بے بس ہے تو
فوجی افسروں نے آگ کو دبانے کی بجائے سکھ جاٹوں کو حکم
سے طلب کیا اور ریاست سے مسلح کر لیا
پر گولیاں چلائیں اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ ایک
دوسرے ضلع میں جب ایک فرقے کے لوگ
پاس کی چھاؤنی میں فوجی امداد حاصل کرنے کے
لئے کمانڈر کے پاس گئے تو اس برطانوی کمانڈر
نے ان لوگوں سے کہا کہ ان کو برطانوی گورنمنٹ
سے درخواست کرنا چاہیے کہ وہ ملک کے انتظامات
کا پھر چارج لے لے اور اس درخواست پر زیادہ
سے زیادہ تعداد میں ہندوستانیوں کے دستخط
کرائے جائیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ایک
فہرست کھول دی گئی۔ لیکن بعد میں اس خیال
کو ترک کر دیا گیا۔ خود لاہور میں جولائی ۱۹۴۷ء
کے آخر میں ایک برطانوی فوجی افسر نے ایک
مسلم پولیس افسر سے کہا: کیا تمہارا خیال ہے
کہ ہم ہندوستان سے چلے جائیں گے؟ نہیں، ہم
دوبارہ چھپ جائیں گے۔ اور جب یہاں کے
حالات خراب ہو جائیں گے تو واپس آ جائیں گے۔
اس قسم کی مثالیں بکثرت دی جا سکتی ہیں اور
اس سے بھی خراب قسم کی مثالیں موجود ہیں۔
با اختیار برطانوی افسران نے اپنے مواقع اور
سامان کو فسادات کی آگ لگانے اور اس کو
جگہ جگہ پھیلانے میں ہی نہیں بلکہ اس کو مسلسل
جلتا رکھنے میں استعمال کیا۔ ہم کو شرم کے
ساتھ اس امر کا اقبال کرنا پڑتا ہے کہ ہم [illegible]
میں بھی لیکن یقیناً ہندو مسلمان اور سکھ ہرگز
اتنے برے نہیں ہیں جتنا کہ وہ اپنے فرقے کے مخالف
کو [illegible] رہا ہے۔

میو اور جاٹوں کی لڑائی [illegible]

ضلع گوڑگانوہ میں میو اور جاٹوں کی لڑائی کی مثال
ایک دلچسپ واقعہ ہے۔ میو لوگ ہندو راجپوت
سے مسلمان ہوئے ہیں۔ ان کے رسم و رواج
ہندو راجپوتوں سے بہت ملتے جلتے ہیں۔
نسلاً بعد نسل سے مسلم میو اور ہندو جاٹ بطور
اچھے پڑوسیوں کے رہتے آئے ہیں۔ موجودہ
فسادات کے دوران میں ہندو فرقہ وارانہ
ذہنیت رکھنے والے جاٹوں کے پاس اور اسی
قسم کے میوؤں کے پاس پہنچے۔ ان دونوں
کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو کر خونریز ہوئی۔
بالآخر لڑائی شروع ہو گئی۔ میوؤں کے مواضعات
اگرچہ یکجا واقع ہیں۔ لیکن قریب قریب میوؤں
کے ہر گاؤں میں اگرچہ میو مکمل اکثریت میں
ہیں لیکن بالعموم ہندوؤں کے مکانات بھی
موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح جاٹوں کے ہر ایک
موضع میں مسلمانوں کی اقلیت ہوتی ہے جو
نسل سے جاٹ ہی ہوتے ہیں۔ میوؤں اور
جاٹوں کی لڑائی کئی دن تک چلتی رہی۔ میوؤں
کے مواضعات کے ہندو مسلم میو کی شرکت میں
ہندو جاٹوں کے ساتھ اور مسلم جاٹ ہندو جاٹوں
کی شرکت میں میوؤں سے لڑتے رہے۔ ہر شخص اپنے
گاؤں کی حفاظت میں [illegible] فریقین کی تعداد
دس دس ہزار تھی۔ یہ لوگ دن بھر لڑتے تھے
اور پھر شام کو وہ سب چوپال میں جمع ہو جاتے
تھے۔ یعنی میو اور جاٹ سب اکٹھے جمع ہو جاتے
تھے اور ایک دوسرے کو الزام دیتے تھے کہ
باہر کے آدمیوں کے اثر میں [illegible] کر وہ اپنے
پڑوسیوں سے اس طرح لڑ رہے ہیں۔ یہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
چاہئے۔ [illegible]
مجسٹریٹ ضلع اور [illegible]
[illegible] نے عہد و پیمان کیا کہ وہ آئندہ
نہیں لڑیں گے [illegible] نے باہر کے لوگوں
پر [illegible] ان کو ایک دوسرے سے لڑا
کر نفرت [illegible] اس بات کا اعادہ کر لیا
کہ آئندہ نہیں لڑیں گے بلکہ حسب دستور قدیم امن
و امان سے رہتے رہیں گے۔ جب [illegible]
[illegible] کے ان مواضعات میں گیا
تو میو اور جاٹوں کو پہلے بھائیوں کی طرح رہتا
ہوا پایا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اب وہ
کسی باہر کے فرقہ وارانہ فساد پھیلانے والے
کو خواہ اپنے فرقے کا ہو یا دوسرے کا اپنے
مواضعات میں نہیں آنے دیتے۔

علاج تو اب علاج کیا ہے۔ اس وقت
یہ سمجھ لینا چاہیے کہ استعمال [illegible]
کا تصفیہ نہایت زبردست غلطی تھی۔ خوش
قسمتی سے پاکستان گورنمنٹ اور ہندوستان
کی گورنمنٹ دونوں اس امر کو محسوس کرنے
لگی ہیں۔ نواب زادہ لیاقت علی وزیر اعظم
پاکستان اور راجہ غضنفر علی خاں وزیر پناہ
گزینان دونوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ
ان کی گورنمنٹ کی طے شدہ پالیسی
ہے کہ [illegible]
میں اپنے گھروں میں [illegible]
ہوں گے۔ ان کو ان کے گھروں میں
دیکھیں گے [illegible] بات کی ضمانت کریں گے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تیار ہیں جو پاکستان سے چلے گئے ہیں اور پھر پاکستان میں آنا چاہتے ہیں یہ وعدہ جو لیاقت علی خاں نے کیا تھا اور جس پر عمل کا ثبوت بھی مل چکا ہے۔ ایسا ہے کہ ہندوستان کے ہندو اور سکھ بھی اپنے پڑوسی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کریں

ہندو یونین بھی کسی مذہب کے خلاف نہیں ہے اور ہر مذہب کی قوموں کی حفاظت مساوات کے ساتھ کرنا چاہتی ہے اور پاکستان کی طرح وہ بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی ویسی ہی مددگار ہے جیسی غیر مسلم قوموں کی ہے۔ پنڈت سندر لال کا بیان ختم ہوا۔

حسن نظامی کی رائے

یہ بیان ایک سال کا پرانا بیان ہے اور آج اس کو اس لئے شائع کیا گیا ہے کہ پنڈت سندر لال جی ابھی یہاں حیدرآباد میں آئے تھے اور ہر ہندو مسلمان نے ان کی نیک نیتی اور سچائی اور جرأت و بہادری کے بیانات سنے تھے۔

اس بیان سے سبق

پنڈت سندر لال جی کے اس پرانے بیان سے حیدرآباد کے ہندو مسلمانوں کو یہ سبق لینا چاہیئے کہ ہندوستان اور پاکستان اور حیدرآباد کے ہندو مسلمان اگر یوں ہی آپس میں لڑتے رہیں گے تو یہ آزادی ختم ہو جائیگی اور پھر باہر کی کوئی قوم یہاں آجائے گی اور ہندوستان کو غلام بنالے گی۔

راشٹریہ سیوا سنگھ

آج کل ہندوستان میں راشٹریہ سیوا سنگھ کا گھر گھر چرچا ہے اور ان کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں ان لوگوں سے درخواست کرتا ہوں جو اپنے دلوں میں راشٹریہ سیوا سنگھ سے ہمدردی رکھتے ہیں کہ وہ راشٹریہ سیوا سنگھ کے مقصد پر ٹھنڈے دل سے گھر میں بیٹھ کر غور کریں کہ اگر انھوں نے نہرو حکومت توڑ دی اور اپنی حکومت بنالی تو کیا وہ پاکستان کے مسلمانوں کی یلغار کو روک سکیں گے؟ اور کیا باہر کی کسی قوم کے ناگہانی حملے سے ہندوستان اور ہندو قوم کو بچا سکیں گے؟ یقیناً ان میں کوئی آدمی جواہر لال اور سندر لال اور سردار پٹیل کی سی عقل اور تجربے کا نہیں ہے۔ اس لئے خود ان کا فائدہ نہرو حکومت کی سلامتی میں ہے۔ یا نہرو حکومت کی مخالفت میں ہے؟

حیدرآباد ڈائری میں اپنا حال شائع کرائیے

دکن پبلک کمپنی حیدرآباد نے ایک بڑی کتاب حیدرآباد ڈائری تیار کی ہے۔ جس میں ملک دکن کی وہ معلومات درج کی گئیں ہیں جن کا علم باہر کے لوگوں کو نہیں ہے اور جن کی اشاعت سے حیدرآباد اور ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا۔

اس کتاب میں حیدرآبادی ملک کے سب عام و خاص رہنے والے

خرچ کے چار آنے سطر

دے کر اپنا ذاتی تذکرہ شائع کرا سکتے ہیں۔ تجارت پیشہ لوگوں کے یہ بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اپنا اور اپنے کاروبار کا ذکر اس کتاب میں شائع کرائیں۔ اس سے حیدرآباد کی اور خود ان کی تجارت میں بہت ترقی ہو گی پانچ روپے چار آنے اس کتاب کے ایک صفحے کی تیاری میں خرچ ہوں گے اور یہی پانچ روپے چار آنے لے کر دکن پبلک کمپنی ہر ایک کا بھیجا ہوا تذکرہ کتاب حیدرآباد ڈائری میں شائع کر دے گی۔

خرچہ پیشگی نہیں لیا جائے گا بلکہ کتاب کی اشاعت کے بعد لیا جائے گا۔ البتہ ایک چوتھائی خرچہ درخواست کے ساتھ دینا ضروری ہو گا۔

پتہ دکن پبلک کمپنی گلی چراغ علی حیدرآباد